پروفیسر خالد شبیر احمد
سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

ہمارا مراعات یافتہ طبقہ

یہ حقیقت اظہر من الشّمس ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر قائم ہوا اور یہ بات بھی واضح ہے کہ پچھلے چھپن برسوں سے ایک تسلسل کے ساتھ پاکستان کے مسلمان، اپنے حکمرانوں سے نفاذِ اسلام کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ لیکن کوئی دَر وانہیں ہوتا، کوئی اُمید نظر نہیں آتی۔ اور کہیں اس کی شنوائی نہیں ہوتی۔ روز بروز صورت حال مکمل بے دینی کی شکل اختیار کرتی چلی جاتی ہے۔ دینی اقدار معاشرے کے اندر رُو بہ زوال ہیں۔ اور بے دینی مختلف انداز اور مختلف صورتوں میں پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لئے دندناتی نظر آتی ہے آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ اس سانحہ جانکاہ کی ایک بنیادی وجہ خود ہماری ہی دینی جماعتوں کا وہ سیاسی کردار ہے جس نے ہمیشہ دانستہ یا نادانستہ طور پر ملک کے اندر اُن سیاسی طاقتوں کے ہاتھ مضبوط کئے جو اس ملک میں اسلام کو کسی بھی صورت نہیں دیکھنا چاہتے۔ جن کی عیش و عشرت اور حرام کاری کا دارو مدار اسی نظمِ حکومت اور نظمِ سیاست و معیشت پر ہے جسے ہم دینی کہہ سکتے ہیں اور نہ ہی یہ جمہوری ہے۔ یہ نظامِ حکومت ایک ملغوبہ ہے جسے ہمارے معاشرے کے ''مراعات یافتہ طبقے'' نے اپنی عیش و عشرت کے لئے بالجبر اختیار کر رکھا ہے۔ انہیں صرف اپنے حلوے مانڈے سے سروکار ہے اور وہ انہیں جس خوبصورتی اور آسانی کے ساتھ اس موجودہ نظام حکومت میں میّسر ہے وہ کسی بھی باضابطہ نظامِ حکومت میں انہیں نہیں مل سکتا۔ یہ ''مراعات یافتہ طبقہ'' اس ملک کے اندر اس قدر مضبوط و مستحکم ہے کہ فوج اپنی تمام تر طاقت کے باوجود اس طبقے کو ختم کرنے میں نہ صرف ناکام رہی ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے وہ خود اسی ''مراعات یافتہ طبقے'' کا ایک مؤثر حصہ بن گئی ہے تو اس میں کوئی مبالغہ نہیں۔ بلکہ اس سے بھی آگے ہم یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ سیاست میں فوجی مداخلت، فوج کے طالع آزما ''جرنلز'' اس لئے بھی کرتے چلے آئے ہیں کہ وہ اسی ''مراعات یافتہ طبقے'' کا حصہ بننا چاہتے تھے۔ اس وقت آپ خود مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ ہمارے ملک کے اندر کرنل سے لے کر جرنل تک اُس ''مراعات یافتہ طبقے'' کا ایک مؤثر اور مضبوط عنصر ہیں جس کے چنگل میں چودہ کروڑ پاکستانیوں کی جان پھنسی ہوئی ہے۔ اُن جرنیلوں کی اولاد آج ہمارے ''مراعات یافتہ طبقے'' کے اراکین میں شمار ہوتی ہے جو کبھی یہ کہہ کر حکمرانی کے تخت پر براجمان ہوئے تھے کہ سیاست دانوں نے ملک کو مذاق بنا رکھا ہے۔ لیکن یہ حقیقت آپ کے سامنے ہے کہ اُن کی اولاد کروڑوں میں کھیل رہی ہے۔ کوئی وزیر ہے تو کوئی وزیر بننے کا خواہشمند، کوئی اسمبلی اور سینٹ کے اندر چھپھار رہا ہے تو کوئی سفارت کاری کے مزے لُوٹ رہا ہے۔ کتنے فی صد اعلیٰ فوجی افسران فوج سے ریٹائر ہو کر بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ کتنے فوجی اعلیٰ افسران ریٹائر ہونے کے بعد زمینوں کے مالک بن گئے ہیں۔ میں نے اے۔ آر۔ وائی پر وہ مذاکرہ اپنے کانوں سے سنا اور آنکھوں سے دیکھا ہے۔ جو جنرل شوکت سلطان اور ڈاکٹر شاہد کے درمیان ہوا۔ خود جنرل شوکت سلطان صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ صرف ملک کی وافر اور غیر زرعی سرکاری زمین ہی فوجیوں کو ملتی ہے۔ جس کے لئے باقاعدہ ایک ضابطہ ہے۔ وہ بیان کر رہے تھے کہ اگر غیر زرعی اور بنجر زمین کسی اعلیٰ فوجی افسر کو ریٹائر منٹ کے بعد مل جاتی ہے۔ جسے وہ اپنی محنت اور اپنی صلاحیت سے زرعی زمین میں تبدیل کر کے ملک کی زرعی پیداوار کو بڑھانے کا ذریعہ بنتا ہے تو اس پر کسی کو کیا اعتراض ہے اور اگر اعتراض ہے تو اس اعتراض کا کیا جواز ہے؟ جنرل صاحب کا سوال بظاہر تو درست ہے لیکن میرا سوال یہ ہے کہ ملک کی یہ سرکاری اور بنجر زمین صرف کسی ریٹائرڈ اعلیٰ فوجی افسر کو ہی کیوں ملتی ہے؟ کسی سکول ٹیچر، کسی کالج کے پروفیسر،

کسی کسان اور مزدور کے ریٹائرڈ بیٹے کو کیوں نہیں ملتی۔ آخر یہ تخصیص صرف فوج کے اعلیٰ افسران تک ہی محدود کیوں ہے؟

آج صورت حال یہ ہے کہ فوجی اور غیر فوجی سیاست دان دونوں اُسی ایک طبقے میں مکمل طور پر مدغم ہو چکے ہیں جو ہمارا ''مراعات یافتہ طبقہ'' کہلاتا ہے جن کے آپس میں رشتے ناطے ہو چکے ہیں اور جو ہر لحاظ سے ایک برادری کی صورت اختیار کر گئے ہیں۔ یہی وہ طبقہ ہے جو پوری طرح سے ہمارے ملک کی معاشرت' ملک کی سیاست اور معیشت پر قابض ہو چکا ہے۔ اس طبقے کے سیاسی' معاشی اور معاشرتی عزائم ایک جیسے ہیں۔ ہمارے ملک کی فوج کے اعلیٰ افسران جو ہمارے ملک کی سیاست میں دخیل ہوئے اگر سیاست دانوں اور بیوکریسی کے اس ''مراعات یافتہ طبقے'' کو ختم کر کے ایک ایسے معاشرے کی داغ بیل ڈالتے۔ جس معاشرے میں کوئی خاص طبقہ خصوصی طور پر مراعات یافتہ نہ ہوتا۔ ترقی کے راستے ہر پاکستانی پر کھلے ہوتے' سرکاری مراعات کے بل بُوتے پر کوئی فرد سیاسی یا معاشی برتری حاصل نہ کر پاتا۔ دولت کی مساویانہ تقسیم کے لئے کوئی مؤثر منصوبہ بندی کی ہوتی تو ہم یہ سمجھتے کہ ہماری فوج کا وہ حصہ جو فوج سے سیاسی میدان میں داخل ہوا ہے۔ اُس نے ملک وقوم کی ایک ایسی خدمت کی ہے' جس کی ہماری قوم اور ہمارے ملک کو اشد ضرورت تھی ہم اپنی فوج کے اُن اعلیٰ افسران پر داد وتحسین کے ڈونگرے برساتے' اُنہیں داد دیتے اور اپنی قوم کے ''ہیرو'' قرار دیتے۔ لیکن یہ تو فوج کی طرف سے قوم کی کوئی ایسی خدمت نہیں ہے کہ ''مراعات یافتہ طبقہ'' جس کی کارستانیوں سے ملک سیاسی اور معاشی بحران میں مبتلا ہو گیا ہے' اعلیٰ فوجی افسران اُسی مذموم ومکروہ طبقے کا حصہ بن کے رہ جائیں اور وہی مکروہ دھندہ خود کرنا شروع کر دیں جو اس ملک کے سیاست دان شروع دن سے کر رہے ہیں۔ نواز شریف' یا بے نظیر کے دور میں جو ہمارا ''مراعات یافتہ طبقہ'' تھا وہی آج جنرل مشرف صاحب کے دور میں بھی موجود ہے۔ بلکہ جنرل صاحب نے اُسی طبقے کی مدد حاصل کر کے اپنے مستقبل کی حکمرانی کی راہیں صاف کی ہیں۔ جس طرح سیاست دانوں کے دور حکومت میں یہ ''مراعات یافتہ طبقہ'' عام لوگوں کا سیاسی اور معاشی استحصال کر رہا تھا' آج بھی کر رہا ہے۔ جب صورت حال یہ ہو تو پھر سیاست کے میدان میں فوج کی مداخلت کا کیا جواز رہ جاتا ہے۔ محض انتخابات کرا دینے سے تو معاشرہ تبدیل نہیں ہوتا۔ عورتوں کی تعداد میں اضافہ کر کے آپ اپنے اصل حکمرانوں کو تو خوش کر سکتے ہیں ملک کے اندر بڑھتی ہوئی بدحالی' بے چینی اور اضطراب کو تو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ خاص طور پر جب انتخاب میں بھی وہی طبقہ بظاہر دو حصوں میں تقسیم ہو کر قوم کے سامنے آ جائے اور قوم کو یہ کہہ دیا جائے کہ ان دو سیاسی تاجروں میں سے کسی ایک سیاسی تاجر کو چُن لو' ہمارے مسائل حل ہو جائیں گے۔ آج قوم کو یہی باور کرایا جا رہا ہے کہ جنرل صاحب نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔ تین برسوں کے بعد انتخاب ہو گئے۔ اسمبلی بن گئی۔ عوامی نمائندے حکومت کے تخت پر براجمان ہو گئے۔ یہ سب کچھ تو نواز شریف کے دور میں بھی تھا۔ آپ کیوں تشریف لائے؟ اور آپ کی کیا ضرورت محسوس ہوئی' آپ نے کونسا ''کارنامہ سرانجام دیا'' کہ آپ کو سر آنکھوں پر بٹھا لیا جائے۔ وہی لوگ جو نواز شریف اور بے نظیر کے دور میں اقتدار میں تھے وہی آج بھی ہیں۔ وہی طبقہ جو کچھ پہلے کر رہا تھا آج بھی کر رہا ہے۔ پہلے عابدہ حسین وزیر تھی۔ اب فیصل صالح حیات وزیر ہے۔ دونوں کے اب وجد ایک' دونوں کا مزاج ایک' دونوں کا مقصود ایک' دونوں کی منزل ایک' عوام کو کیا فرق پڑا۔ پہلے شجاعت اینڈ کو نواز شریف کے ساتھ تھی آج جنرل صاحب کے ساتھ ہے۔ آفتاب شیر پاؤ بے نظیر کے ساتھ تھا آج آپ کے ساتھ ہے پہلے ان لوگوں کے قرضے نواز شریف اور بے نظیر معاف کر دیا کرتی تھی اب جنرل صاحب نے ان لوگوں کے قرضے معاف کر دیئے ہیں۔ لوگوں کو کیا ملا؟ کیا معاشرہ پاک اور صاف ہو گیا۔ کیا معاشرے میں تقویٰ عود کر آیا ہے۔ کیا لوگوں کو اُن کے حقوق ملنے شروع ہو گئے ہیں۔ کیا ظلم و دھاندلی

معاشرے کے اندر ختم ہوگئی ہے کیا انصاف تک عام لوگوں کی رسائی ہوگئی ہے۔ کیا ملک کے اندر سے رشوت ختم ہوگئی ہے۔ کیا نوکریاں بکنی بند ہوگئیں ہیں۔ کیا انسان کو انسان سمجھنا شروع کر دیا گیا ہے۔ کیا منصب اور عہدے لیاقت' صلاحیت' تقویٰ کی بنیاد پر ملنا شروع ہو گئے ہیں۔ جس طرح سیاست دانوں کے دور میں سیاسی اور معاشی بے راہروی تھی کیا آج نہیں ہے؟ اور اگر ہے تو پھر یہ سب کچھ کیا ہے جس پر موجودہ حکومت اتراتی پھرتی ہے۔ اُسی "مراعات یافتہ طبقہ" کی پہلے بھی حکومت تھی اور اب بھی ہے ؎

تم جسے چاہو چڑھالو سر پر
ورنہ یُوں دوش پہ کاکل ٹھہرے

☆☆☆

مسافرانِ آخرت

گزشتہ ماہ ہمارے درج ذیل مہربان اور کرم فرما انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

قارئین سے درخواست ہے کہ دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کا اہتمام کریں۔ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے۔ آمین! (ادارہ)

- سابق صدر پاکستان جناب محمد رفیق تارڑ کے بھائی محمد سلیم تارڑ مرحوم (لاہور)
- ہمشیر مرحومہ حضرت حکیم حنیف اللہ مرحوم (ملتان)
- مولانا احتشام الحق معاویہ (کراچی) کے والدمحترم مولانا محمود الحسن مرحوم
- مجلس احرار اسلام کراچی کے رہنما جناب شفیع الرحمٰن احرار کے سسر جناب مسعود علی خان مرحوم
- ہمارے مہربان اور معاون جناب حاجی جابر علی (ملتان) کے ماموں جناب سراج الدین مرحوم
- مرکزِ احرار دارِ بنی ہاشم ملتان کے ہمسایہ محترم لال حسین مرحوم
- مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم ملتان کے سفیر محترم ابومعاویہ محمد بشیر چغتائی کے بہنوئی مشتاق احمد محسن مرحوم (رحیم یار خان)
- حافظ محمد اختر جوئیہ مرحوم (صدر مجلس احرار اسلام، جملیر انوشہرہ، ضلع وہاڑی)
- ہمارے قدیمی رفیق فکر اور مرکزِ احرار دارِ بنی ہاشم ملتان میں جمعہ کے مستقل سامع جناب عبدالکریم جتوئی مرحوم
- ہمارے مہربان محترم محمد یامین (لاہور) کے نومولود فرزند
- ہمشیر مرحومہ محترم عزیز الرحمٰن سندھو (فیصل آباد)
- حافظ شفیق الرحمٰن (مدرس مدرسہ معمورہ، ملتان) کی دادی مرحومہ
- مجلس احرار اسلام تلہ گنگ کے صدر جناب ملک محمد صدیق کے چچا اور سسر مرحوم
- ہمارے مہربان جناب ملک محمد فاروق (کبیروالہ، ضلع خانیوال) کی والدہ مرحومہ